

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰﴾

اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔ (۲۹) (۱)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾

وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَبَرَتْ ﴿۲﴾

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا كَذَّبَتْ وَاعْتَرَتْ ﴿۵﴾

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿۶﴾

سورۃ انفطار کی ہے اور اس میں انیس آیتیں ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
نمایت رحم والا ہے۔

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (۱) (۲)

اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔ (۲)

اور جب سمندر بہہ نکلیں گے۔ (۳) (۳)

اور جب قبریں (شق کر کے) اکھاڑ دی جائیں گی۔ (۴) (۴)

(اس وقت) ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے
چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کر لے
گا۔ (۵) (۵)

اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے برکایا؟ (۶) (۶)

(۱) یعنی تمہاری چاہت، اللہ کی توفیق پر منحصر ہے، جب تک تمہاری چاہت کے ساتھ اللہ کی مشیت اور اس کی توفیق بھی شامل نہیں ہوگی، اس وقت تک تم سیدھا راستہ بھی اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ وہی مضمون ہے جو ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (الفصص ۵۶) وغیرہ آیات میں بیان ہوا ہے۔

(۲) یعنی اللہ کے حکم اور اس کی بیعت سے پھٹ جائے گا اور فرشتے نیچے اتر آئیں گے۔

(۳) اور سب کاپانی ایک ہی سمندر میں جمع ہو جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ پچھی ہوا بھیجے گا۔ جو اس میں آگ بھڑکا دے گی جس سے فلک شگاف شعلے بلند ہوں گے۔

(۴) یعنی قبروں سے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ بُعْثِرَتْ 'اکھیز دی جائیں گی' یا ان کی مٹی پلٹ دی جائے گی۔

(۵) یعنی جب مذکورہ امور واقع ہوں گے تو انسان کو اپنے تمام کیے دھرے کا علم ہو جائے گا، جو بھی اچھلایا برا عمل اس نے کیا ہو گا، وہ سامنے آجائے گا۔ پیچھے چھوڑے ہوئے عمل سے مراد اپنے پیچھے اپنے کردار و عمل کے اچھے یا برے نمونے ہیں جو دنیا میں وہ چھوڑ آیا اور لوگ ان نمونوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہ نمونے اگر اچھے ہیں تو اس کے مرنے کے بعد ان نمونوں پر جو لوگ بھی عمل کریں گے، اس کا ثواب اسے بھی پہنچتا ہے گا اور اگر برے نمونے اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے تو جو بھی اسے اپنانے گا، ان کا گناہ بھی اس شخص کو پہنچتا ہے گا، جس کی مسامی سے وہ برا طریقہ یا کام رائج ہوا۔

(۶) یعنی کس چیز نے تجھے دھوکے اور فریب میں مبتلا کر دیا کہ تو نے اس رب کے ساتھ کفر کیا، جس نے تجھ پر احسان کیا

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ۝

جس (رب نے) تجھے پیدا کیا،^(۱) پھر ٹھیک ٹھاک کیا،^(۲) پھر
(درست اور) برابر بنایا۔^(۳) (۷)

فِي آتِي صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝

جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔^(۴) (۸)

كَذَٰلِكَ نَتَلَوُّنَ بِالْأَلْبَانِ ۝

ہرگز نہیں بلکہ تم تو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے
ہو۔^(۵) (۹)

وَأَنَّ عَلَيْكُمْ لِحِطَّيْنَ ۝

یقیناً تم پر نگہبان عزت والے۔^(۱۰)

كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝

لکھنے والے مقرر ہیں۔^(۱۱)

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝

جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتے ہیں۔^(۱۲) (۱۳)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝

یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں

اور تجھے وجود بخشا، تجھے عقل و فہم عطا کی اور اسباب حیات تیرے لیے مہیا کیے۔

(۱) یعنی حقیر لطف سے، جب کہ اس سے پہلے تیرا وجود نہیں تھا۔

(۲) یعنی تجھے ایک کامل انسان بنا دیا، تو سستا ہے، دیکھتا ہے اور عقل و فہم رکھتا ہے۔

(۳) تجھے معتدل، کھڑا اور حسن صورت والا بنایا، یا تیری دونوں آنکھوں، دونوں کانوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو برابر برابر بنایا۔ اگر تیرے اعضاء میں یہ برابری اور مناسبت نہ ہوتی تو تیرے وجود میں حسن کے بجائے بے ذہب پن ہو جاتا۔ اسی تخلیق کو دوسرے مقام پر اَحْسَنَ تَقْوِيمٍ سے تعبیر فرمایا، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾

(۴) اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اللہ بچے کو جس کے چاہے مشابہ بنا دے۔ باپ کے، ماں کے یا ماموں اور چچا کے۔

دوسرا مطلب ہے کہ وہ جس شکل میں چاہے، ڈھال دے، حتیٰ کہ قبیح ترین جانور کی شکل میں بھی پیدا کر سکتا ہے لیکن یہ

اس کا لطف و کرم اور مہربانی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتا اور بہترین انسانی شکل میں ہی پیدا فرماتا ہے۔

(۵) كَلًّا، حَقًّا کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور کافروں کے اس طرز عمل کی نفی بھی جو اللہ کریم کی رافت و رحمت

سے دھوکے میں مبتلا ہونے پر مبنی ہے یعنی اس فریب نفس میں مبتلا ہونے کا کوئی جواز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ

تمہارے دلوں میں اس بات پر یقین نہیں ہے کہ قیامت ہوگی اور وہاں جزا و سزا ہوگی۔

(۶) یعنی تم تو جزا و سزا کے منکر ہو، لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا ہر قول اور ہر فعل نوٹ ہو رہا ہے۔ اللہ کی

طرف سے فرشتے تم پر بطور نگران مقرر ہیں جو تمہاری ہر اس بات کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ یہ گویا انسانوں کو تنبیہ

ہے کہ ہر عمل اور بات سے پہلے سوچ لو کہ وہ غلط تو نہیں۔ یہ وہی بات ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ مثلاً ﴿عَنِ النَّبِيِّينَ وَرَبِّ

الْحَمَلِ قَبِيئًا * مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْ رَقِيبٍ رَّعِيئًا﴾ (سورۃ ق، ۱۷-۱۸) یعنی ” ایک فرشتہ اس کے دائیں اور دوسرا

ہوں گے۔ (۱۳)

اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔ (۱۳)^(۱)

بدلے والے دن اس میں جائیں گے۔ (۱۵)^(۲)

وہ اس سے کبھی غائب نہ ہونے پائیں گے۔ (۱۶)^(۳)

تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے۔ (۱۷)

میں پھر (کتا ہوں کہ) تجھے کیا معلوم کہ جزا (اور سزا) کا

دن کیا ہے۔ (۱۸)^(۴)

(وہ ہے) جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا

مختار نہ ہو گا، اور (تمام تر) احکام اس روز اللہ کے ہی

ہوں گے۔ (۱۹)^(۵)

وَأِنَّ الْفُجَّارَ لَكَيْ جَحِيمٌ ﴿۱۳﴾

يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۵﴾

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿۱۶﴾

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۷﴾

كُلَّمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿۱۸﴾

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ

يَوْمَ مَبْدُودٌ ﴿۱۹﴾

اس کے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے، انسان جو بولتا ہے، اس کے پاس نگران، تیار اور حاضر ہے، یعنی لکھنے کے لیے۔ کہتے ہیں ایک فرشتہ نیکی اور دوسرا بدی لکھتا ہے۔ اور احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کے دو فرشتے الگ اور رات کے دو فرشتے الگ ہیں۔ آگے نیکوں اور بدوں، دونوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي النَّارِ﴾ (الشوریٰ: ۷)

(۲) یعنی جس جزا و سزا کے دن کا وہ انکار کرتے تھے اسی دن جہنم میں اپنے اعمال کی پاداش میں داخل ہوں گے۔

(۳) یعنی کبھی اس سے جدا نہیں ہوں گے اور اس سے غائب نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

(۴) تکرار، اس کی عظمت و ضخامت اور اس دن کی ہولناکیوں کی وضاحت کے لیے ہے۔

(۵) یعنی دنیا میں تو اللہ نے عارضی طور پر، آزمانے کے لیے، انسانوں کو کم و بیش کے کچھ فرق کے ساتھ اختیارات دے

رکھے ہیں۔ لیکن قیامت والے دن تمام اختیارات کلیتاً صرف اور صرف اللہ کے پاس ہوں گے۔ جیسے فرمایا ﴿لِلَّهِ

الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (سورۃ مؤمن، ۱۶) چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ

رضی اللہ عنہا اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا، «لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا» (صحیح مسلم، کتاب

الإیمان، اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو بھی متنبہ فرمایا، «أَنْتُمْ ذَوَا أَنْفُسِكُمْ مِنَ النَّارِ، وَاللَّهُ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنْ

اللَّهِ شَيْئًا» (مسلم، کتاب مذکور، بخاری، سورۃ الشعراء)